۱۹؍ستمبر ۱۹۱۳ء

خطبہ جمعہ

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ نے وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِکَۃِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِیْسَ اَبٰی وَاسْتَکْبَرَ وَکَانَ مِنَ الْکٰفِرِیْنَ (البقرۃ:۳۵) کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

بندے دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک بڑے زیرک، باریک بات کو پہنچنے والے۔ دوسرے بالکل موٹی عقل کے، اجڈ۔ وہ ان باریک بینوں اور سخن شناسوں کے متبع ہوتے ہیں۔

پھر یہ بھی دو قسم ہیں۔ ایک تو وہ جو دین کی باریک در باریک باتیں جانتے ہیں۔ دوسرے وہ جو دنیا کی باریک در باریک باتیں جانتے ہیں۔ یہ دنیا کے باریک بین انگریز ہیں۔ کیا سلطنت کا طرز ہے۔ کیا تجارت، صنعت اور حرفت میں کمال ہے۔ تم جس قدر بھی یہاں بیٹھے ہو کوئی تم میں ہے جس نے سال بھر میں انگریزوں کو کچھ نہ دیا ہو؟ ہرگز نہیں۔ آخر اس کی کیا وجہ ہے؟ یہی کہ ان کو کمانے کا علم آتا ہے اور انہیں دنیا میں کمال حاصل ہے۔ دیکھو! سلطنت کی ہے تو کیسی زبردست۔ پھر کسی اور فن کی طرف متوجہ ہوئے ہیں تو اس میں بھی حد ہی کر دی ہے۔

میں ایک طبیب تھا۔ اس حالت میں میں نے عجیب عجیب تماشے دیکھے ہیں۔ ایک پنساری تھا جموں میں۔ وہ بڑے اخلاص سے' بڑی محبت سے میرے لئے پستے لے آیا۔ میں تو اس وقت کتاب پڑھ رہا تھا۔ نکما بیٹھنے کی میری عادت نہیں اور مطالعہ کے وقت مجھے بہت استغراق ہو جاتا ہے۔ اس لئے میں بغیر دیکھنے کے وہ دانے کھاتا گیا حتیٰ کہ چند دانے کھانے کے بعد آگ لگ گئی۔ جب میں نے دیکھا کہ پستوں میں جمال گوٹے کے دانے مل گئے ہیں تو مجھے بڑی تکلیف ہوئی۔ اس پنساری کو میں نے بلایا۔ وہ گھبرا گیا اور منت سماجت کرنے لگا۔ میں نے کہا۔ تسلی رکھ' تجھے گرفتار نہیں کرواتا۔ مگر یہ سب نتیجہ غفلت کا ہے۔

ہمارے ہاں کوئی علم نہیں جس سے یہ معلوم ہو کہ فلاں دوائی' فلاں دوائی کے ساتھ ملا کر نہ رکھنی چاہئے بلکہ نزدیک بھی نہیں لے جانی چاہیے۔ مثلاً ہینگ اور افیون' ہینگ اور مشک اکٹھی ہوں تو دونوں کا ستیاناس ہو جاتا ہے۔ سرکہ اور شہد بھی ایک دوسرے کے پاس نہیں ہونے چاہئیں۔ مگر کیا کیا جائے۔ ہمارے ملک میں یہ علم نہیں' نہ کوئی پڑھتا ہے۔ جب حالت یہ ہو تو لوگ خاک ہماری خدمت کریں۔ اب دیکھو انگریزوں میں دواؤں کا کیسا انتظام ہے۔ ہر قسم کی دواؤں کے لئے مختلف رنگ کی شیشیاں ہیں۔ کسی کا بندھن کانچ کا ہے' کسی کا لکڑی کا۔ میں نے ایک دوائی منگوائی جو ربڑ کی شیشی میں تھی۔ میں نے تعجب کیا۔ ایک شخص نے مجھے کہا اگر آپ اسے کانچ یا چینی کی شیشی میں رکھیں تو سوراخ کر کے نکل جائے گی۔ پھر شیشیوں کے اوپر سرخ لیبل لگاتے ہیں اور کالے حرفوں سے لکھتے ہیں۔ زہر ہسپتال میں الگ رکھنے کا حکم ہے جس کی چابی آفیسر کے پاس رکھنے کا حکم ہے۔ دیکھو کیسی احتیاط ہے۔ اب ان اصفیٰ و اعلیٰ دواؤں کو چھوڑ کر کوئی ہماری دوائیں کیوں لے۔ میں نے سنگ بصری' گاؤ زبان' کافور' بھیم سینی۔ ان دواؤں کو جب منگوایا نئی ہی نکلیں۔ بڑے بڑے طبیبوں سے میں نے کہا۔ وہ کہتے ہیں کون تحقیقات کرے اور اتنا روپیہ کون خرچ کرے؟

میری غرض اس تمام بیان سے یہ ہے کہ دنیا میں بڑے بڑے باریک علم ہیں۔ جو ان علوم کو حاصل کرتے ہیں وہ مرجع خلائق ہوتے ہیں۔ اسی طرح دین کے باریک علوم ہیں جو نبیوں کو آتے ہیں۔ انبیاء کے بڑے بڑے معجزے ہوئے۔ پہلی قوموں کے نبیوں کو ایسے معجزے دیئے گئے جن کو موٹی عقل والے سمجھ سکیں۔ پھر ہمارے بادشاہ کو سب کچھ دیا جس کا بھاری معجزہ قرآن ہے۔ یہ ایسا معجزہ ہے کہ جس قدر کسی کا باریک فہم ہو اس سے نفع اٹھائے اور پھر موٹی عقل والا بھی برابر فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ موسیٰ کے سانپ پر تو آجکل شبہ کرتے ہیں کہ وہ کس طرح بن گیا؟ مگر ہماری سرکار کا معجزہ ایسا ہے کہ ہر زمانے میں اس کا معارضہ کسی سے نہیں ہو سکتا۔

جو آیت میں نے اس وقت پڑھی ہے اس پر غور کرو۔ کسی انسان کو کچھ سکھلایا۔ جب اسے سکھلایا تو پھر تمام لوگوں کو حکم دیا کہ اس کی فرمانبرداری کرو۔ یہ ہمارا تعلیم یافتہ ہے۔ یہاں تک کہ فرشتوں کو کہا کہ تم بھی فرمانبرداری کرو۔ وہ سعید الفطرت تھے' تابع ہو گئے مگر ابلیس نہ ہوا۔ اس نے انکار و استکبار سے کام لیا۔ اور ہم نے آدم کو حکم دیا کہ تو اور تیرا ساتھی آرام سے رہو۔ پھر انہیں کسی چیز سے منع کر دیا جیسے ہماری سرکار کو بعض درختوں سے ممانعت تھی۔ ایک شخص رسول اللہ کے حضور ایک ٹوکری لایا جس میں لہسن' پیاز و گندنا تھا۔ آپؐ نے فرمایا یہ کیا چیز ہے' اسے اٹھالو۔ میں تو اسے نہیں کھاتا۔

اسی طرح ایک دن میں نے نماز پڑھی۔ میرے ساتھ ایک شخص ایسا کھڑا ہو گیا جو حقہ پی کر آیا تھا۔ میرا دل اس کی بدبو سے متلی کرنے لگا۔ نماز کے بعد میں نے اسے کہا کہ مہربانی فرما کر آپ ایسی حالت میں گھر نماز پڑھ لیا کریں۔

غرض آدم کو ایک درخت سے منع کیا۔ ایک موذی جانور ان کے پیچھے پڑ گیا۔ بحالت نسیان اس نے بد راہ کیا تو جس مزے میں تھا وہ مزا جاتا رہا۔ لوگ غلطیاں کرتے ہیں اور ہمیں کہتے ہیں معاف کر دو۔ حالانکہ معاف کر دینے والا تو اللہ ہے۔ ایک شخص آتشک یا سوزاک لایا ہے۔ اب وہاں میری معافی کیا کر سکتی ہے۔ اللہ ہی فضل کرے تو شفا دے۔ جن لوگوں نے فضولیاں کر کے دکھ اٹھایا ہے وہ مجھے آ کر کہتے ہیں کہ معاف کر دو۔ معاف تو کر دیا مگر اس فضولی کا اثر تو جب جائے کہ وہ فضولی چھوڑ دیں۔ ابلیس اسے کہتے ہیں جو اپنی ذات میں شریر ہو اور جب اس کی شرارت دوسروں تک پہنچاتی ہو تو وہ شیطان کہلاتا ہے۔ اس نے پھسلانا چاہا اور اللہ نے آدم و حوا کو اس حالت سے نکال کر دوسری میں کر دیا اور فرمایا کہ بعض تمہارے بعض کے دشمن ہیں۔ میں نے دیکھا ہے بعض کو بعض سے عداوت ضرور ہوتی ہے۔

پاخانہ کے کیڑے کے پاس اگر کستوری رکھ دو وہ مر جائے گا۔ اسی طرح بعض لوگ پاک تعلیم سے چڑتے ہیں۔ میں یہاں کھڑا وعظ کر رہا تھا۔ ایک کہنے لگا' جو نصیحت کرتے ہو اس پر کوئی عمل بھی کر سکتا ہے؟ پس نصیحت بیکار ہے۔ میں نے کہا۔ کیا قرآن بیکار ہے؟ مسلمان تھا' ڈر گیا۔ اسی طرح ایک شخص نے مجھے کہا۔ کہ آپ کے درس میں اس لئے نہیں آتا کہ وہاں جن گناہوں کا لڑکوں کو علم نہیں ہوتا وہ بھی معلوم ہو جاتے ہیں۔ میں نے اسے بھی کہا کہ پہلا اعتراض تیرا قرآن پر ہے کیونکہ اس میں سب گناہوں کا ذکر ہے۔ غرض بعض بعض کے خلاف ہیں۔ اور یہ دشمنی کا بیج اس لئے ہے کہ بڑے ہوشیار ہو کر لوگ گزارہ کریں۔

آدمؑ نے اپنے رب سے کچھ کلمات سیکھے اور اس پر فضل ہوا۔ اور اللہ نے حکم دیا کہ اب جب کبھی

ہماری ہدایت پہنچے جو اس کے تابع ہو گا' اس پر کسی قسم کا خوف و حزن طاری نہ ہو گا اور جو حکم کی خلاف ورزی کرے گا اسے نقصان پہنچے گا۔ تم سب دل میں سوچو۔ کیا تمہارا جی چاہتا ہے کہ تمہیں غم ہو' خوف ہو۔ غموں سے' خوفوں سے بچنے کا ایک ہی علاج ہے۔ وہ یہ کہ ہدایت کی اتباع کرو۔ اگر نہیں کرو گے تو دکھ اٹھاؤ گے۔

(الفضل جلد ۱ نمبر ۱۵--- ۲۴ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۱۵)

☆-☆-☆-☆